کیکڑا(Crabs) کھانا فقہاء احناف اور فقہاء شافعیہ کے نزدیک حرام ہے

از: محمد شفیع قاسمی بن ڈاکٹر علی ملپا بھٹکلی شافعی

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین

اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ (اے اللّٰہ حق کو واضح فرما اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرما اور باطل کو بھی واضح فرما اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما)

حالیہ چند سالوں سے ہمارے علاقہ میں کیکڑا کھانے کا رواج بہت ہی عام ہوگیا ہے۔اور لوگ اس کی تشہیر بھی کر رہے ہیں، اور بڑے شہروں میں مسلمانوں کے ہوٹلوں میں بڑی اہمیت کے ساتھ کیکڑے کا سالن اور بریانی کا بورڈ لگایا جاتا ہے۔حالانکہ ہمارے بچپن میں کیکڑا کھانا ناجائز سمجھا جاتا تھا۔ہم نے اس سلسلہ میں تحقیق کی اور کتب شافعیہ کا مطالعہ کیا تو دیکھا کہ اکثر فقہاء شوافع کے نزدیک کیکڑا کھانا حرام ہے۔دوسال قبل کیکڑا کی حرمت پر ہم نے ایک رسالہ لکھا اور اس کو آن لائن پر شائع کیا، کیکڑا کھانے والوں میں سے کچھ لوگوں نے اس رسالہ کے خلاف لکھا، اور وقتا فوقتا واٹس آپ پر کیکڑا کھانے کی تشہیر بھی کرتے رہے، اس وقت ہم نے اس کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھا، ہمارا مقصد حلت وحرمت کو بیان کرنا تھا، نہ کہ کسی کو زبردستی روکنا، مگر افسوس کہ ۱۹/۲۰/جنوری ۲۰۱۹ء تلوجہ میں منعقدہ فقہی سیمینار میں کیکڑا کو بھی موضوع بنایا گیا، لائیو (Live) پر اس سیمینار کی کاروائی کو دیکھنے کا موقع ملا، آخری نشست میں کیکڑا پر جو بحث ہوئی اس کو دیکھ کر دکھ بھی ہوا اور حیرت بھی ہوئی، سیمینار کا مقصد جدید مسائل کا حل ہونا چاہیئے تھا، جن مسائل کا ذکر وحل کتابوں میں موجود ہے، اس پر بحث کرنا اور حکم لگانا تحصیل حاصل ہے۔اس سلسلہ کے مقالات کو مکمل پڑھنے کا موقع نہیں دیا گیا، بلکہ اس کی تلخیص کر کے اس کو نیم جان کر دیا گیا، پھر عرض مسئلہ میں اس کو مکمل بے جان کر دیا گیا، اس لئے کہ عرض کرنے والے کا فکر اور اس کا نقطہ نظر غالب آنا لازمی ہے، مناقشہ کے وقت دلائل کے وزن کے مقابلہ میں آراء کے وزن کو دیکھا گیا، اسٹیج پر ایک مقتدر شخصیت نے کیکڑا کے حلال ہونے کی دلیل یہ دی کہ دبئ میں حنفی اور شافعی سب کھاتے ہیں، اور ایک صاحب نے کہا کہ سانپ اگر سمندر کے باہر آ کر مرجائے تو وہ حلال ہے، جبکہ جمہور فقہاء شوافع کے نزدیک سانپ کا کھانا حرام ہے۔اور حاضرین میں سے اکثروں نے کیکڑے کی حلت پر فیصلہ صادر کرنے پر اصرار بھی کیا، مسائل شرعیہ کا اس طرح اسٹیج پر حل کرنا اور جائز وناجائز کا فیصلہ کرنا امر مستحسن نہیں ہے، بلکہ خطرہ ہی خطرہ ہے۔رسول اللّٰہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

الحلال بین والحرام بین وبینھما مشبھات لا یعلمھا کثیر من الناس، فمن اتقی المشبھات استبرأ

لـديـنـه وعـرضه... یعنی حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے، مگر ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں، جو مشتبہات سے بچے گا وہ حرام میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے گا۔ کیکڑا کی حلت کے سلسلہ میں بعض حضرات **وما يـعـيـش فـى الـبـر والبـحـر** کا اصول بیان کرتے ہیں۔ یہ اصول جامع اور مانع نہیں ہے، اس ضمن میں فقہاء شافعیہ نے مختلف اصول بیان کئے ہیں۔(۱) سمندروں کے جملہ جانوروں کا کھانا حلال ہے۔ یہ قول امام شافعیؒ اور بعض فقہاء شوافع کی طرف منسوب ہے۔امام نوویؒ لکھتے ہیں۔**الـصـحـيـح الـمـعـتـمـد أن جـمـيـع مـا فـى الـبـحـر تـحـل ميتتـه إلا الـضـفـدع.**(**المجموع شرح المهذب ۸/۳۳**) اس اصول کو بہت سے فقہاء شوافعیہ نے قبول نہیں کیا ہے۔امام نوویؒ کی دوسری عبارت سے اس قول کی تردید ہوتی ہے۔**أن ميتـات البـحـر كـلها حلال إلا ما خُصَّ منها وهو الضفدع والسرطان وهذا هو الصحيح.**(**المجموع شرح المهذب ۱/۸۴**)

(۲) جو خشکی کا جانور حلال ہے، وہ پانی کا جانور بھی حلال ہے، اور جو خشکی کا جانور حرام ہے، وہ پانی کا جانور بھی حرام ہے۔ اس اصول کے تحت خنزیر، کتا، سانپ، سمندری بچھو(کیکڑا) وغیرہم کا کھانا حرام ہوگا، امام ابواسحاق شیرازی شافعیؒ لکھتے ہیں۔**ما أكل شبهه من البر أكل ومالا يؤكل شبهه لم يؤكل.**(**التنبيه فى الفقه الشافعى**)

امام نووی شافعیؒ لکھتے ہیں۔**إن أكل مثله فى البر حل وإلا فلا ككلب وحمار.**(**منهاج الطالبين ۱/۳۲۲**)

(۳) جس طرح خشکی کے خبائث کیڑے مکھوڑے، زہیلے جانور، کیچڑ وگندگی حرام ہے، سمندر کی بھی یہ چیزیں کھانا حرام ہے۔

امام محمد بن محمد غزالی شافعیؒ (متوفی ۵۰۵ھ ہجری) لکھتے ہیں۔**كـل مـا اسـتـخبثـه العرب فهو حرام قال الله تعالى (يسـألـک مـاذا أحـل لهم قل أحل لكم الطيبات) وإنما خرج على ما هو طيب عندهم فالحشرات كـلهـا مستـخبثة وكـانـت العرب تستخبث الباز والشاهين والنسر والصقر كما تستخبث العظاية واللحكاء والخنافس واللحكاء دويبة تغوص فى الرمل مثل الأصبع والعظاية مثل الوزغ والضفدع والسلحفاة من المستخبثات وكذا السرطان.** (**الوسيط ۷/۱۶۳**)

(۴) جو جانور پانی اور خشکی دونوں جگہ زندہ رہتا ہو وہ حرام ہے۔اس صول کے تحت فقہاء نے سرطان کو بھی حرام لکھا ہے۔ **وقـسـم يـعيش فـى البر والبحر معا كالضفدع والسرطان والحية والتمساح فلا يحل شيء منها لا ميتا ولا ذكيا.** (**التهذيب فى الفقه الامام الشافعى**)

(۵) حوت سمک یعنی مچھلی حلال ہے۔ باقی سب حرام ہے۔ یہ قول فقہاء احناف اور امام شافعیؒ اور بعض فقہاء

شوافع کا ہے۔اس اصولی اختلاف کی وجہ سے فقہاء شافعیہ کے بہت سے اقوال منقول ہیں۔لہذا کسی ایک اصول یا کسی ایک فقیہ کے قول پر اصرار کرنا صحیح نہ ہوگا۔ بلکہ جمہور فقہاء شافعیہ نے صراحت سے جن چیزوں کو حلال یا حرام لکھا ہے، وہی قابل عمل ہوگا۔

کیکڑا کو حلال کہنے والوں نے جب یہ محسوس کیا کہ کیکڑا کی حلت پر کوئی مضبوط دلائل نہیں ہیں تو اب کیکڑا کی دو قسمیں کہنا شروع کیا۔(۱)وہ کیکڑا جو پانی سے باہر آنے کے بعد زندہ رہتا ہے، وہ حرام ہے،(۲)وہ کیکڑا جو پانی سے باہر آنے کے بعد مر جاتا ہے، وہ حلال ہے۔اس سے پہلے کسی فقیہ نے کیکڑا کی قسمیں نہیں لکھی ہے،فقہاء نے کیکڑا کو مطلقا حرام لکھا ہے۔اور ہم ساحلی علاقہ میں رہنے کے باوجود بھی نہیں دیکھا۔فقہاء احناف اور جمہور فقہاء شوافع کے نزدیک مطلق کیکڑا جو پانی کے باہر زندہ رہے یا نہ رہے حرام ہے۔لہذا **وما يعيش في البر والبحر** اور **وما لا يعيش إلا في الماء** کی بحث کر کے کیکڑا کو حلال کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔

بعض قدیم فقہاء نے کیکڑا کو خبائث میں شامل کیا ہے، خبائث کا کھانا نص قطعی سے حرام ہے۔اللّٰہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبآئث (طیبات کو حلال کیا ہے اور خبائث کو حرام قرار دیا ہے)

امام محمد بن محمد غزالی شافعیؒ (متوفی ۵۰۵ھ ہجری) لکھتے ہیں۔ **كل ما استخبثه العرب فهو حرام قال الله تعالى (يسألك ماذا أحل لهم قل أحل لكم الطيبات) وإنما خرج على ما هو طيب عندهم فالحشرات كلها مستخبثة وكانت العرب تستخبث الباز والشاهين والنسر والصقر كما تستخبث العظاية واللحكاء والخنافس واللحكاء دويبة تغوص في الرمل مثل الأصبع والعظاية مثل الوزغ والضفدع والسلحفاة من المستخبثات وكذا السرطان. (الوسيط ۷/۱۶۳)** اور بعضوں نے کیکڑا کو **عقرب الماء** یعنی سمندری بچھو لکھا ہے، خشکی کے بچھو کا کھانا حرام ہے، اس لئے سمندری بچھو کا کھانا بھی حرام ہوگا۔ **أما السرطان وهو حيوان البحر ويسمى عقرب الماء. (كاشفة السجا في شرح سفينة النجا)** اور بعضوں نے سرطان کو ضرر یعنی صحت کیلئے مضر ہونے کی وجہ سے حرام لکھا ہے۔

علامہ سراج الدین عمر ابن ملقن شافعیؒ (متوفی ۸۰۴ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

وأما السرطان والحية، فلما فيهما من الضرر، وكذا ذات السموم. (عجالة المحتاج إلى توجيه المنهاج، ص ۱۷۴۷) (یعنی کیکڑا اور سانپ کی حرمت ضرر کی وجہ سے ہے، اور اسی طرح جملہ زہریلے جانور بھی حرام ہیں)

فقہاء نے صراحت کے ساتھ سانپ، بچھو، کیکڑا، کچھوا، مینڈک کوحرام لکھا ہے،**وما یعیش فی البر والبحر** اور **وما لا یعیش إلا فی الماء** کی بحث کرکے ان جانوروں کوحلال کرنے کی کوشش کرنا صحیح نہیں ہے۔ذیل میں فقہاء کے چند اقوال نقل کئے جاتے ہیں جس میں صراحت کے ساتھ کیکڑا کوحرام لکھا ہے۔

(۱)علامہ محمد بن محمد غزالی شافعیؒ (متوفی ۵۰۵ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

کل ما استخبثه العرب فهو حرام قال اللّٰه تعالی (یسألک ماذا أحل لهم قل أحل لکم الطیبات) وإنما خرج علی ما هو طیب عندهم فالحشرات کلها مستخبثة وکانت العرب تستخبث الباز والشاهین والنسر والصقر کما تستخبث العظایة واللحکاء والخنافس واللحکاء دویبة تغوص فی الرمل مثل الأصبع والعظایة مثل الوزغ والضفدع والسلحفاة من المستخبثات وکذا السرطان. (الوسیط ۷/۱۶۳)

(۲)علامہ محمد بن احمد قفال شاشی شافعیؒ (متوفی ۵۰۷ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

وأما حیوان الماء فالسمک منه حلال والضفدع حرام، قال القاضی ابو الطیب رحمه الله وکذلک النسناس لأنه یشبه الآدمی، قال الشیخ أبو حامد رحمه الله والسرطان مثله.(حلیة العلماء)

(۳)علامہ ابوالحسن یحییٰ عمرانی شافعیؒ (متوفی ۵۵۸ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

ولا یحل أکل الضفدع....قال الشیخ أبوحامد: والسرطان مثله لا یحل أکله، قال القاضی أبوالطیب وکذلک النسناس لایحل، لأنه علی خلقة الآدمی.(البیان فی مذهب الإمام الشافعی)

(۴) امام ابوبکر کاسانی حنفیؒ (متوفی ۵۸۷ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

وقوله عز شأنه ویحرم علیهم الخبائث(الأعراف۱۵۷)

والضفدع والسرطان والحیة ونحوها من الخبائث.(بدائع الصنائع۳۵/۵)

ترجمہ: اللّٰہ تعالیٰ کاارشاد ہے۔ **ویحرم علیهم الخبائث** (یعنی ان پر خبائث حرام کردئے گئے ہیں) خبائث سے مراد مینڈک، کیکڑا، سانپ وغیرہم ہیں۔

(۵)علامہ ابوزکریا یحییٰ نووی شافعیؒ (متوفی ۶۷۶ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

أن میتات البحر کلها حلال إلا ما خُصَّ منها وهو الضفدع والسرطان وهذا هو

الصحيح.(المجموع شرح المهذب ١/٨٤)

وعد الشيخ أبو حامد وإمام الحرمين من هذا الضرب الضفدع والسرطان وهما محرمان على المذهب الصحيح المنصوص وبه قطع الجمهور وفيهما قول ضعيف انهما حلال وحكاه البغوى فى السرطان عن الحليمى، وذوات السموم كالحية وغيرها حرام بلا خلاف (وأما) التمساح فحرام على الصحيح المشهور وبه قطع المصنف فى التنبيه والأكثرون وفيه وجه (وأما) السلحفاة فحرام على أصح الوجهين.(المجموع شرح المهذب ٩/٣٢)

(٦) علامہ احمد المعروف ابن رفعہ شافعیؒ (متوفی ۷۱۰ ہجری) لکھتے ہیں۔

والصحيح تحريم الضفدع والسرطان والسلحفاة، وبه جزم الماوردى والبندنيجى.(كفاية النبيه فى شرح التنبيه ٨/٢٤٩)

ترجمہ: صحیح قول کے مطابق مینڈک، کیکڑا، اور کچھوا کا کھانا حرام ہے۔اور یہی موقف امام ماورد یؒ اور امام بندنیجیؒ کا ہے۔

(۷) علامہ سراج الدین عمر ابن ملقن شافعیؒ (متوفی ۸۰۴ ہجری) لکھتے ہیں۔

وأما السرطان والحية، فلما فيهما من الضرر، وكذا ذات السموم.(عجالة المحتاج إلى توجيه المنهاج،ص ١٧٤٧)

ترجمہ: کیکڑا اور سانپ کی حرمت ضرر کی وجہ سے ہے،اوراسی طرح جملہ زیلے جانور بھی حرام ہے۔

(۸) علامہ کمال الدین محمد دمیری شافعیؒ (متوفی ۸۰۸ ہجری) لکھتے ہیں۔

وأما السرطان فلاستخباثه. (النجم الوهاج فى شرح المنهاج ٩/٥٤٢)

ترجمہ: کیکڑا کی حرمت اس کے خبث کی وجہ سے ہے۔

(۹) علامہ ابوبکر حسینی حصنی شافعیؒ (متوفی ۸۲۹ ہجری) لکھتے ہیں۔

يحرم الضفدع والسرطان والسلحفاة على الراجح والله أعلم. (كفاية الأخيار فى حل غاية الاختصار ١/٥٢٧)

ترجمہ: راجح قول کے مطابق مینڈک، کیکڑا، اور کچھوا کا کھانا حرام ہے۔ اللہ اعلم

(۱۰) علامہ سلیمان بجیرمی شافعیؒ (متوفی ۱۲۲۱ ہجری) لکھتے ہیں۔

(وسرطان) ويسمى عقرب الماء (وحية) ونسناس وتمساح وسلحفاة بضم السين

وفتح اللام لخبث لحمها. (حاشية البجيرمی علی المنهاج٦ ١ / ١٧)

ترجمہ: کیکڑا جس کو پانی کا بچھو بھی کہا جاتا ہے، سانپ، نسناس (بندر کے مشابہ ایک جانور ہے)، مگرمچھ، کچھوا کا کھانا حرام ہے، اس کے گوشت کے خبیث ہونے کی وجہ سے۔

(١١) علامہ محمد بن علی شوکانی یمنیؒ (متوفی ١٢٥٠ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

ومن المستثنى التمساح والقرش والثعبان والعقرب والسرطان والسلحفاة للاستخباث والضرر اللاحق من السم. (نيل الأوطار ٩ / ٢٣)

ترجمہ: سمندری جانوروں میں مگرمچھ، سمندری کُتا، ازدھا، بچھو، کیکڑا، کچھوا حلال نہیں ہیں، ان کے خبث اور نقصاندہ ہونے کی وجہ سے۔

(١٢) علامہ عبدالغنی دمشقی حنفیؒ (١٢٩٨ھ) لکھتے ہیں۔

كالضفدع والسلحفاة والسرطان والفأر والوزغ والحيات لأنها من الخبائث. (اللباب فی شرح الكتاب)

مذکورہ بالا عبارتوں میں فقہاء نے کیکڑا کو ضرر، خبث، عقرب الماء کی وجہ سے حرام لکھا ہے، لہذا **وما يعيش في البر والبحر** اور **وما لا يعيش إلا في الماء** کی بحث کر کے کیکڑا کو حلال سمجھنا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔ اور صاحب علم وفضل کا شیوہ نہیں ہوسکتا۔ **وما علينا الى البلاغ**

شائع کردہ: شعبہ فقہی مسائل ادارہ رضیۃ الابرار بھٹکل

٢٦/ جمادی الاول ١٤٤٠ھ ہجری مطابق ٢/ فروری ٢٠١٩ء عیسوی بروز سنیچر

تشہد میں انگلی ہلاتے رہنا خلاف سنت ہے

از: حضرت مولانا محمد شفیع قاسمی بھٹکلی شافعی مدظلہ
(بانی وناظم ادارہ رضیۃ الابرار بھٹکل، وسابق مہتمم ونائب ناظم جامعہ اسلامیہ بھٹکل)

﴿حدیث﴾ عَنِ ابْنِ عُمَرَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا: أَنَّ ا لنَّبِیَّ ﷺ کَانَ إِذَاجَلَسَ فِی الصَّلَاۃِ وَضَعَ یَدَیْہِ عَلَی رُکْبَتَیْہِ، وَرَفَعَ أُصْبُعَهُ الْیُمْنَی الَّتِی تَلِی الإِبْهَامَ فَدَعَا بِهَا، وَیَدُهُ ا لْیُسْرَی عَلَی رُکْبَتِہِ بَا سِطُهَا عَلَیْهَا.

﴿صحیح مسلم: ۱/۲۱۶، وسنن نسائی، حدیث ۱۲۶۹، ومسند أحمد، ا لفتح ا لربا نی ۴/۱۶﴾

﴿حدیث﴾ وَعَنْهُ........... ثُمَّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ لَهِیَ أَشَدُّ عَلَی ا لشَّیْطَانِ مِنَ ا لْحَدِیدِ یَعنِی السَّبَّابَةَ. ﴿مسند أحمد، أورده ا لهیثمی وقا ل رواه ا لبزارو أحمد وفیه کثیر بن زید وثقه ابن حبان وضعفه غیره، "ا لفتح الربا نی" ۴/۱۵﴾

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز (تشہد) میں بیٹھتے تو اپنا داہنے ہاتھ کو دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور (اشهد الااله الله کہتے وقت) انگوٹھے کی متصل انگلی کو اٹھاتے اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر کھلا رکھتے۔

اور مسند احمد کی ایک روایت میں اشارہ کی مصلحت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس طرح اشارہ کرنا شیطان پر لوہے سے زیادہ سخت ہے۔

﴿حدیث﴾ عَنِ ابْنِ عُمَرَرضی اللہ عنهما: أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: تَحْرِیكُ الأَصْبُعِ فِی الصَّلٰوۃِ مُذعرة لِلشَّیْطَانِ. تفرد به محمد بن عمر ا لواقدی ولیس با لقوی. ﴿سنن بیهقی ۲/۱۳۲﴾

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز (تشہد) میں انگلی کو اٹھانا شیطان کو ڈرانے کا ذریعہ ہے۔ اس حدیث کی سند محمد بن عمر واقدی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

﴿حدیث﴾ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِرضی اللہ عنهما: أَنَّهُ ذَکَرَأَنَّ النَّبِیَّ ﷺ یُشِیرُبِأُصْبُعِہِ إِذَا دَعَا وَلَایُحَرِّکُهَا. ﴿سنن أبی داؤد ۱/۱۴۲، وسنن نسائی، حدیث ۱۲۷۰، و"سنن بیهقی" ۲/۱۳۲، إسناده صحیح، "المجموع" ۳/۴۵۴، "تحفة الأحوذی" ۲/۵۰، "أوجز المسالك" ۲/۲۰۸، "الفتح الربانی" ۴/۱۶، قال ابن الملقن هذا الحدیث صحیح، البر المنیر ۴/۱۱﴾

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اَشْهَدُاَن لَّاۤاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ کہتے وقت انگلی سے اشارہ کرتے تھے، ہلاتے نہیں رہتے تھے۔

﴿حدیث﴾ عَنْ وَائِلِ بْن حُجْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ لأَنْظُرَنَّ إِلَی صَلَاۃِ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ یُصَلِّی؟ فَنَظَرْتُ إِلَیْہِ فقام فَکَبَّرَ، ....ثُمَّ قَعَدَ وا فْتَرَشَ رِجْلَهُ ا لْیُسْرَی، وَوَضَعَ کَفَّهُ ا لْیُسْرَی عَلَی فَخِذِہِ وَرُکْبَتِہِ الْیُسْرَی، وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِہِ الأَیْمَنِ عَلَی فَخِذِہِ الْیُمْنَی، ثُمَّ قَبَضَ ا ثْنَتَیْنِ مِنْ أَصَابِعِہِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ

أُصْبُعَهُ : "فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُوبِهَا".

﴿سنن نسائی،حدیث۸۸۹،وصحیح ابن خزیمة،حدیث٧١٤،قال أبوبكر: ليس فی شیء من الأخبار ﴿يحركها﴾إلافی هذا الخبرزائد ذكره ، قال النووی رواه البیهقی بإسناد صحيح، المجموع٣/٤٥٤، قال شعيب الأرنؤوط حديث صحيح دون قوله فرأيته يحركها يدعو بها فهو شاذ انفرد به زائدة، تعلق مسند أحمد٤/٣١٨﴾

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو غور سے دیکھوں کہ آپ ﷺ کس طرح نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ کھڑے ہوکر **اللہ اکبر** کہا۔(پھر نماز کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ) آپ ﷺ بائیں پیر پر بیٹھے اور اپنی بائیں ہتھیلی کو بائیں ران کے گھٹنے پر رکھا اور اپنے داہنے ہاتھ کو داہنی ران پر رکھ کر دو انگلیوں (انگوٹھا اور شہادت کی انگلی) کو ملا کر حلقہ بنایا اور اپنی شہادت کی انگلی کو (اشہد ان لا الہ الا اللہ کہتے وقت) اٹھایا۔حضرت وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے دعاء(اشهد ا لا اله الا الله کہتے وقت) حرکت فرمائی۔

راوی حدیث ابوبکرؒ فرماتے ہیں کہ﴿ **يحركها**﴾ کا لفظ اس طرق کے علاوہ دوسرے طرق میں نہیں ہے۔

﴿حديث﴾ عَن أبِی القَاسِمِ مِقْسَمٍ قَالَ حَدَّثَنِی رَجُلٌ مِنْ أهْلِ الْمَدِيْنَةَ قَالَ صَلَّيْتُ فِی مَسْجِدِبَنِی غِفَارٍ ، فَذَكَرَجُلُوسَهُ قَالَ: وَوَضَعْتُ يَدِی الْيُسْرَی عَلَی فَخِذِی الْيُسْرَی وَوَضَعْتُ يَدِی الْيُمْنَی عَلَی فَخِذِی الْيُمْنَی وَنَصَبْتُ إصْبَعِی السَّبَّابَةَ. قَالَ: فَرَآنِی خُفَافُ بْنُ إيْمَاءِ ابْنِ رَحْضَةَ الْغِفَارِیُّ وَكَانَتْ لَهُ صَحْبَةٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .وَأنَا أصْنَعُ ذٰلِكَ، قَالَ فَلَمَّا انْصَرَفْتُ مِنْ صَلَاتِی قَالَ لِی: لِمَ نَصَبْتَ إصْبَعَكَ هَكَذَا؟ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ رَأيْتُ النَّاسَ يَصْنَعُونَ ذٰلِكَ، قَالَ: فَإنَّكَ قَدْأصَبْتَ، إنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إذَاصَلَّی يَصْنَعُ ذٰلِكَ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَقُولُونَ إنَّمَا يَصْنَعُ هَذَامُحَمَّدٌبِإصْبَعِهِ لِيسحر.وَكَذَبُوا،إنَّمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ يُوَحِّدُبِهَارَبَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالیٰ.﴿سنن بيهقی ، ٢/١٣٣، مسند أحمد ٤/٥٧، المعجم الكبير للطبرانی ٤/٢٩١، قال الهيثمی ورجاله ثقات، مجمع الزوائد٢٨٤٣﴾

ترجمہ: حضرت ابوالقاسم مقسم فرماتے ہیں کہ مجھے مدینہ کے ایک شخص نے بتایا کہ میں مسجد غفار میں ایک مرتبہ نماز پڑھا اور اپنی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ میں تشہد میں اپنے داہنے ہاتھ کو داہنی ران پر رکھا اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھا اور شہادت کی انگلی کو اٹھا کر سیدھا رکھا۔صحابی رسول خفاف بن ایماء بن رحضہ غفاری نے مجھے دیکھ کر پوچھا کہ تم نے اس طرح انگلی کو کیوں اٹھایا۔میں نے جواب دیا کہ میں نے اس طرح لوگوں کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔انہوں نے فرمایا تم نے صحیح کیا اسلئے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے اور مشرکین کہتے تھے کہ محمد (ﷺ) اس طرح جادو کرتے ہیں۔مگر وہ جھوٹ کہتے تھے۔رسول اللہ ﷺ اللہ کے ایک ہونے کا اشارہ کرتے ہوئے انگلی اٹھاتے تھے۔

﴿حديث﴾ عَن هشام بن عروة أن أباه كان يشير بإصبعه فی الدعاء ولا يحركها.﴿مصنف ابن أبی

شيبة ٢٩٦٩٥، إسناده صحيح على شرط الشيخين﴾

ترجمہ: حضرت ہشام بن عروہؒ روایت کرتے ہیں کہ میرے حضرت عروہؒ (تابعی) تشہد پڑھتے وقت انگلی سے صرف اشارہ کرتے، ہلاتے نہیں رہتے تھے۔

آج کل التحیات میں بعض لوگ انگلی ہلاتے رہتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے اور حدیث کے مفہوم کے خلاف ہے۔**اشهد أن لااله الا الله** کہتے وقت اللہ کے ایک ہونے کا خیال کرتے ہوئے، اللہ کے ایک ہونے کا اشارہ کرے۔ بار بار انگلی ہلانے کی ممانعت حدیث ﴿**لا يحركها**﴾ سے معلوم ہوتی ہے اور حدیث **تحريك الأصبع فى الصلوٰة مذعرة للشيطان** (یعنی انگلی کو اٹھانا شیطان کو ڈرانے کا ذریعہ ہے) سے بھی انگلی کا اٹھانا ہی معلوم ہوتا ہے۔اسلئے کہ شیطان اللہ کے ایک ہونے کے اشارے ہی سے ڈرتا ہے، نہ کہ بار بار ہلانے سے۔ جبکہ دوسری حدیثوں میں اشارہ کرنے اور اٹھانے کی صراحت ہے۔

بعض لوگوں کو حدیث ﴿**رَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا**﴾ سے غلط فہمی ہوئی کہ مراد حرکت کرنا ہے۔ حالانکہ حدیث میں راوی **رفع** (اٹھانا) کے موقع کی تشریح کر رہے ہیں کہ اٹھانے کا عمل (دعا) **اشهد الااله الله** کہتے وقت ہوا۔لہذا بار بار انگلی کو ہلانا خلاف سنت ہوگا۔اور اکثر علماء کے نزدیک بار بار انگلی ہلانا مفہوم حدیث کے خلاف ہے۔

۱﴾ مشہور فقیہ علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ (م ۶۲۰ھ) لکھتے ہیں۔

ويشير بالسبابة يرفعها عند ذكر الله تعالىٰ فى تشهده لمارويناه، ولا يحركها،لما روى عبدالله بن الزبير أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيْرُ بِأُصْبُعِهِ وَلَا يُحَرِّكُهَا.رواه أبوداؤد.﴿المغنى ، ١/٣٧٤،طبع دارالكتاب العلمية بيروت﴾

ترجمہ: اور تشہد میں **اشهد ان لا اله الا الله** کہتے وقت شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے یعنی اٹھائے جیسا کہ روایات اوپر گزر چکی ہیں۔اور بار بار ہلاتے نہ رہے اس لئے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے، ہلاتے نہیں رہتے تھے۔اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

۲﴾ محی السنۃ امام یحییٰ بن شرف نوویؒ (م ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں۔

الصحيح الذى قطع به الجمهور أنه لا يحركها فلوحركهاكان مكروهاًولاتبطل صلاته لأنه عمل قليل. ﴿المجموع ، ٣/٤٥٤﴾

ترجمہ: صحیح بات وہ ہے جس کو جمہور علماء نے اختیار کیا کہ نماز میں انگلی کو نہ ہلائے۔اگر بار بار ہلائے گا تو مکروہ ہوگا اگرچہ نماز باطل نہیں ہوگی اس لئے کہ عمل قلیل ہے (عمل کثیر ہوگا تو نماز باطل ہوگی)

يستحب أن يرفع مسبحته فى كلمة الشهادة، إذا بلغ همزة: إلا الله، وهل يحركها عند الرفع؟ وجهان: الأصح: لا يحركها، ولنا وجه شاذ : أنه يشير بها فى جميع التشهد .﴿روضة الطالبين وعمدة المفتين ١/٢٦٢﴾

ترجمہ: تشہد میں **الا اللہ** کہتے وقت شہادت کی انگلی کو اٹھائے، انگلی اٹھانے کے بعد اس کو ہلاتے رہے؟ صحیح ترین قول یہ ہے کہ ہلاتے نہ رہے، اور شاذ قول کے مطابق ہلاتے رہے۔

۳﴾ علامہ شرف الدین اسماعیل ابن مقری یمنی شافعیؒ (متوفی ۸۳۷ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

ویرفع المسبحة فی أثناء كلمة الشهادة ولا يحركها. ﴿روض الطالب ونهاية مطلب الراغب ۱/۱۲۶﴾

ترجمہ: تشہد میں **اشهد ان لا اله الا الله** کہتے وقت شہادت کی انگلی کو اٹھائے، ہلاتے نہ رہے۔

۴﴾ علامہ محمد بن قاسم شافعیؒ (متوفی ۹۱۸ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

ولا يحركها، فإن حركها كره. ﴿فتح القريب المجيب فی شرح ألفاظ التقريب ۱/۸۲﴾

ترجمہ: تشہد میں شہادت کی انگلی کو قبلہ کی طرف سیدھا رکھے، ہلاتے نہ رہے، ہلاتے رہنا مکروہ ہے۔

۵﴾ علامہ زکریا انصاری شافعیؒ (متوفی ۹۲۶ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

ويستحب أن يكون رفعها إلى القبلة وأن ينوى به الإخلاص بالتوحيد قال الشيخ نصر المقدسی وأن يقيمها ولا يضعها (ولا يحركها) أى ولا يستحب تحريكها بل يكره، لأنه قد يذهب الخشوع.

﴿اسنى المطالب ۱/۱۶۵﴾

ترجمہ: تشہد میں شہادت کی انگلی کو قبلہ کی طرف سیدھا رکھے، اور اللہ کے ایک ہونے کا تصور کرے، شیخ نصر مقدسیؒ فرماتے ہیں کہ انگلی کو سیدھا رکھے، نیچے نہ کریں، اور ہلاتے نہ رہے، انگلی ہلاتے رہنا مکروہ ہے، اسلئے کہ خشوع کے منافی ہے۔

۶﴾ علامہ شمس الدین محمد خطیب شربینی شافعیؒ (متوفی ۹۷۷ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

ولا يحركها للاتباع فلو حركها كره. ﴿الإقناع فی حل ألفاظ أبی شجاع ۱/۱۴۵﴾

ترجمہ: اتباع سنت کی وجہ سے شہادت کی انگلی کو تشہد میں ہلاتے نہ رہے، اگر بار بار ہلائے تو نماز مکروہ ہوگی۔

۷﴾ شیخ ملا علی قاری حنفیؒ (متوفی ۱۰۱۴ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

عن عبداللّٰه بن الزبير قال كان النبی ﷺ يشير بأصبعه إذا دعا أی: إذا دعا الله بالتوحيد (ولا يحركها) قال ابن الملك: يدل على أنه لا يحركها الأصبع إذا رفعها للإشارة، وعليه أبو حنيفة. ﴿مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ۲/۷۳۵﴾

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ **اشهد ان لا الٰه الا اللّٰه** کہتے وقت انگلی سے اشارہ کرتے تھے، ہلاتے نہیں رہتے تھے۔ ابن ملکؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انگلی اٹھاتے وقت حرکت نہ کرے۔

۷﴾ شیخ محمد زہری غمراوی شافعیؒ (متوفی بعد ۱۳۳۷ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

ویرفعها عند قوله إلا اللّٰه ناویا بذلک التوحید والإخلاص ولا یضعها ولا یحرکها عند رفعها .﴿السراج الوهاج ١/٤٨﴾

ترجمہ: تشہد میں شہادت کی انگلی کو الا اللّٰـہ کہتے اللّٰہ کے ایک ہونے کا خیال کرتے ہوئے اٹھائے، انگلی کو نیچے نہ کریں، اور انگلی اٹھانے کے بعد ہلاتے نہ رہے۔

٨﴾ علامہ عبدالحمید خطیب شافعیؒ (متوفی ١٣٨١ہجری) لکھتے ہیں۔

فیکره تحریکها لأنه قد یذهب الخشوع ولا تبطل به الصلاة وحملوا ماصح من تحریکها علی أن المراد به مطلق الرفع، لا تکریر تحریکها جمع بین الحدیثین علی أن فی التحریك قولًا بأنه حرام مبطل للصلاة فمراعاته أولی.﴿حاشیة الأنوار السنیة، ص ٩٢﴾

ترجمہ: نماز میں انگلی کو ہلانا مکروہ ہے اس لئے کہ خشوع کے منافی ہے اگر چہ نماز باطل نہیں ہوگی۔ حدیث میں جو **یحرکها** آیا ہے اس سے مراد علماء نے انگلی کا اٹھانا لیا ہے، نہ کہ بار بار ہلانا تا کہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے، علاوہ ازیں انگلی ہلانے کے متعلق ایک قول حرام کا اور نماز باطل ہونے کا بھی ہے اس لئے احتیاط ضروری ہے۔

شائع کردہ: ادارہ رضیۃ الابرار بھٹکل، کرناٹک، ھند

خطبہ جمعہ ایک مشروع عبادت ہے، دونوں خطبہ کو عربی میں دینا ضروری ہے

از: حضرت مولانا محمد شفیع جامعی قاسمی بھٹکلی مدظلہ

(بانی وناظم ادارہ رضیۃ الابرار بھٹکل، وسابق مہتمم ونائب جامعہ اسلامیہ بھٹکل)

خطبہ جمعہ ایک مشروع عبادت ہے، اور اکثر علماء کے نزدیک دو رکعات نماز کے متبادل ہے، اس لئے خطبہ کو اسی طریقہ پر دینا ضروری ہے، جس طریقہ سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے دیا ہے، چونکہ عربی زبان، قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی زبان ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اسلام کے پورے اعمال عربی زبان میں ادا فرمائے، اور اللہ تعالیٰ نے پورے اعمال کو عربی زبان میں نازل فرمایا ہے۔ نماز کے پورے اعمال بھی عربی زبان ہی میں ادا کئے جاتے ہیں، اسلئے اکثر علماء کے نزدیک جمعہ کا خطبہ عربی زبان میں دینا ضروری ہے۔ لہذا تمام مسلمانوں کو قرآن، حدیث، اذکار اور خطبہ کو سمجھنے کیلئے عربی زبان کا سیکھنا ضروری ہے۔

۱) امام عبدالکریم رافعی شافعیؒ (متوفی ۶۲۳ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

ان فی اشتراط کون الخطبة کلها بالعربية وجهان (اصحها) انه شرط اتباعا لما جری علیه الناس. (الشرح الکبیر للرافعی ۴/ ۵۷۹)

ترجمہ: خطبہ جمعہ کا عربی زبان میں ہونے کی شرط کے متعلق دو اقوال ہیں، صحیح ترین قول یہ کہ خطبہ جمعہ عربی زبان میں ہو اسلئے کہ قدیم زمانہ سے مسلمانوں کا اسی پر عمل رہا ہے۔

۲) امام یحییٰ بن شرف نووی شافعیؒ (متوفی ۶۷۶ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

اصحهما وبه قطع الجمهور یشترط لانه ذکر مفروض فشرط فیه العربية کالتشهد وتکبیرة الاحرام مع قوله ﷺ" صلوا کما رأیتمونی اصلی" وکان یخطب بالعربية. (المجموع ۴/ ۵۲۲)

ترجمہ: خطبہ جمعہ کا عربی زبان میں ہونے کے متعلق صحیح ترین قول جس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ خطبہ جمعہ بزبان عربی ہو، اسلئے کہ وہ فرض ذکر ہے، جیسا کہ تشہد اور تکبیر احرام، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ نماز اس طرح پڑھو جس طرح میں پڑھتا ہوں، آپ ﷺ خطبہ جمعہ عربی زبان میں دیا کرتے تھے۔

۳) علامہ سید عبداللہ بن سید عبدالرحمٰن بافضل حضرمی شافعیؒ (متوفی ۹۱۸ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

وکونهما بالعربية. (المقدمة الحضرمیة ۱/ ۱۰۵)

ترجمہ: جمعہ کے دونوں خطبہ عربی زبان میں ہوں۔

۴) علامہ زکریا بن محمد انصاری شافعیؒ (متوفی ۹۲۶ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

ویشترط کونها أی الخطبة أی أرکانها بالعربية لاتباع السلف والخلف. (أسنی المطالب فی شرح روض الطالب ۱/ ۲۵۷)

ترجمہ: خطبہ جمعہ کے پورے ارکان عربی زبان میں ہوں۔

۵)علامہ شہاب الدین احمد ابن حجر ہیتمی مکیؒ (متوفی ۹۷۴ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

(قال العلامة عبداللہ بافضل الحضرمی و کونهما بالعربية) وإن كان الكل أعجمين لاتباع السلف والخلف . (المنهاج القويم شرح المقدمة الحضرمية ۱/۳۷۶)

ترجمہ: خطبہ جمعہ کا عربی میں دینا ضروری ہے، اگر چہ سب نمازی عربی زبان نہ جانتے ہوں، اسی پر سلف وخلف کا عمل ہے۔

۶) شیخ زین الدین احمد ملیباری شافعیؒ (متوفی ۹۸۷ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

و شرط فيهما عربية لاتباع السلف والخلف. (فتح المعين ۲/۶۹)

ترجمہ: خطبہ وجمعہ کا عربی زبان میں دینا شرط ہے، سلف وخلف کے عمل کی وجہ سے

۷) محدث الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی حنفیؒ (متوفی ۱۱۷۶ھ ہجری) اپنی شرح موطا میں تحریر فرماتے ہیں۔

ولما لحظنا خطب النبی ﷺ وخلفائه رضی الله عنهم وهلم جراً، فتنقحنا وجود اشيأ، منها الحمد والشهادتين والصلوٰة علی النبی والأمر بالتقوی وتلاوة آية والدعا للمسلمين والمسلمات وكون الخطبة عربية(إلی قوله) وأما كونها عربية، فلاستمرار أهل المسلمين فی المشارق والمغارب به مع ان فی كثير من الاقاليم كان المخاطبون اعجميين، وقال النووی فی كتاب الأذكار حمداللہ تعالیٰ ركن فی خطبة الجمعة وغيرها.......ويشترطكونها بالعربية. (بحوالہ جواہر الفقہ ۲/۵۰۸)

ترجمہ: اور جب ہم رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام اور دیگر اسلاف کے خطبوں پر غور کرتے ہیں تو صاف طور پر چند باتیں واضح ہوتی ہیں۔(۱) الحمدللہ پڑھنا (۲) کلمہ شہادتین پڑھنا (۳) رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا (۴) لوگوں کو تقویٰ کی وصیت کرنا (۵) قرآن مجید کی کسی آیت کا پڑھنا (۶) مسلمان مرد وعورتوں کیلئے دعا کرنا (۷) خطبہ کو عربی زبان میں دینا۔ خطبہ عربی میں دینے کی سب بڑی دلیل یہ ہے کہ مسلمان مشرق سے مغرب تک ہمیشہ عربی زبان ہی میں خطبہ دیتے آرہے ہیں، جبکہ مسلمانوں کی بڑی تعداد غیر عربی تھی، امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ خطبہ جمعہ کی ایک شرط خطبہ کا عربی زبان میں دینا ہے۔

۸) سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند ومفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ لکھتے ہیں۔

خطبہ جمعہ کا مقصود اصلی صرف وعظ وتذکیر نہیں، بلکہ ذکراللہ اور ایک عبادت ہے، اور ایک جماعت فقہاء کی اسی وجہ سے اس کو دورکعتوں کا قائم مقام کہتی ہے۔ تو اب یہ سوال سرے سے منقطع ہوگیا کہ جب مخاطب عربی عبارت کو سمجھتے ہی نہیں، تو عربی میں خطبہ پڑھنے سے کیا فائدہ؟ کیونکہ اگر یہ سوال خطبہ پر عائد ہوگا، تو پھر صرف خطبہ پر نہ رہے گا، بلکہ نماز اور قرأۃ قرآن اور اذان واقامت اور تکبیرات نماز وغیرہ سب پر یہی سوال عائد ہوجائے گا۔۔۔۔ خطبہ عربی کے سوا کسی زبان میں پڑھنا یا عربی میں پڑھ کر دوسری زبان میں اسی وقت ترجمہ کرنا بدعت وناجائز ہے، (البتہ نماز کے بعد ترجمہ سنادیں تو مضائقہ نہیں) حضور ﷺ اور تمام خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کرام کے عمل اور قرون مشہود لہا بالخیر کے تعامل کے خلاف ہے، اور اول عربی میں پڑھ کر پھر ملکی زبان میں ترجمہ کرنے میں ایک

دوسری قباحت بھی ہے، وہ یہ کہ اوپر گذر چکا ہے کہ خطبہ کا مختصر ہونا، اور اختصار کے ساتھ دس امور مذکورہ پر مشتمل ہونا سنت ہے، اب اگر اس طرح کا خطبہ مسنونہ عربی میں پڑھنے کے بعد ترجمہ کیا جائے گا، تو مجموعی مقدار خطبہ مسنونہ کے دوگنے سے بھی کچھ زیادہ ہو جاوے گی، اور اگر مذکورہ مسنونہ میں سے کسی کو کم کیا تو دوسری طرح خلاف سنت ہو جائے گا، بہر حال ترجمہ اردو پڑھنے میں یا تو تطویل خطبہ لازم آئے گی، جو بنص حدیث ممنوع ہے، موطا امام مالک میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قرن صحابہ کے خصوصی فضائل میں اختصار خطبہ کو اور آخر امت کے فتن و مفاسد میں تطویل خطبہ کو شمار فرماتے ہیں (موطا) اور اگر تطویل نہ ہوگی، تو خطبہ کے امور مسنونہ میں سے کوئی چیز ضرور باقی رہے گی اور اس طرح خلاف سنت ہو جائے گا۔ (جواہر الفقہ ۵۱۳/۲، ۵۱۴)

۹) حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ لکھتے ہیں۔ خطبہ میں ذکر الٰہی ہوتا ہے، اور وہ اسلام کی سرکاری زبان عربی ہی میں ضروری ہے۔ (آپ کے مسائل اور اس کا حل، جلد۲، ص۴۰۶)

۱۰) فقہاء کرام کی تحریروں میں خطبہ جمعہ کو کبھی ذکر اور کبھی موعظت کہا گیا ہے، موعظت و نصیحت کے لفظ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض لوگوں نے ہندوستان میں خطبہ جمعہ اردو میں دینے کا مسئلہ زور وشور سے اٹھایا، چنانچہ مولانا شبیر احمد عثمانی نے اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں یہ رسالہ (تحقیق مسئلہ خطبہ جمعہ) مرتب فرمایا، جس میں شمس الائمہ سرخسی، علامہ ابن الہمام، علامہ عابدین اور علامہ سید مرتضیٰ زبیدی وغیرہ کی مفصل عبارتوں کی روشنی میں اس بات کا انکشاف کیا گیا کہ عرف عام اور رواج کی وجہ سے کبھی خطبہ کا اطلاق محض موعظت و تذکیر پر کر دیا جاتا ہے، یہ ایسا ہے جیسا کہ ہمارے محاورات میں ایک دو آیت کریمہ کا ترجمہ، یا ایک دو فقہی مسئلہ سامعین کے روبرو بیان کیا جاوے تو اس کو وعظ نہیں کہا جائے گا، کیوں کہ عرف عام میں وعظ کے لئے چند ایسی خصوصیات و شرائط ہیں، جن کے بغیر اسے وعظ نہیں کہا جاتا ہے، یہی حال خطبہ جمعہ کا ہے، نیز جب عہد صحابہ میں فتوحات کے دروازے کھلتے گئے اور بڑی تعداد میں غیر عربی داں قوم نے بھی اسلام قبول کیا، مگر ان کے مختلف زبانوں کے باوجود غیر عربی میں خطبہ گوارا نہ کیا گیا، نو مسلم قوم کی افہام و تفہیم کیلئے زیادہ مناسب دیگر ملکوں میں غیر عربی زبان ہی تھی، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس شدید ضرورت کے باوجود غیر عربی میں خطبہ نہ دینا خطبہ کے عربی میں ضروری ہونے کی واضح دلیل ہے۔ (فضلائے دیوبند کی فقہی خدمات، ص۹۵)

(ماخوذ کتاب جمعہ کے فضائل و مسائل، از مولانا محمد شفیع قاسمی بھٹکلی شافعی)

فرض نمازوں کے بعد ذکرودعا سنت ہے

از: حضرت مولانا محمد شفیع جامعی قاسمی بھٹکلی مدظلہ

(بانی وناظم ادارہ رضیۃ الابرار بھٹکل، وسابق مہتمم ونائب ناظم جامعہ اسلامیہ بھٹکل)

اسلام میں دعا کی بڑی اہمیت ہے۔ **اَلدُّ عَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ ﴿ترمذی﴾** یعنی دعا عبادت کا مغز ہے، حدیث میں وارد ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے چند مواقع پر دعا کی قبولیت کی نشاندہی فرمائی ہے جس میں خاص طور پر فرض نمازوں کے بعد دعا کی قبولیت کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلوٰةِ. ﴿سورۃ بقرۃ۔ ٤٥﴾**

اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو نماز اور صبر کے ذریعہ۔ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی حاجت پیش آتی، تو نماز پڑھکر دعا مانگا کرتے تھے اور فرض نمازوں کے بعد دعا مانگنے کی بڑی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے۔ افسوس کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ فرض نماز کے بعد دعا کا انکار کرتا ہے اور ایک طبقہ انفرادی واجتماعی کی بحث کر کے راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے، حالانکہ بے شمار رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور فقہاء امت کے اقوال اس سلسلہ میں موجود ہیں۔ پھر بھی انکار کرنا سنت رسول ﷺ اور عمل اسلاف سے بیزاری کا مظہر ہے۔

بعض علاقوں میں امام سلام پھیر کر اس طرح بھاگتے ہیں کہ جیسے کوئی مصیبت آ گئی ہے۔ سنت کو خلاف سنت سمجھنا ایک شیطانی دھوکہ ہے۔ ذیل میں فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر ودعا کرنے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی احادیث اور اقوال امت تحریر کئے جا رہے ہیں۔ جس سے واضح ہوگا کہ فرض نماز کے بعد دعا مانگنا سنت ہے، نہ کہ بدعت۔

احادیث ذکر بعد نماز

﴿حدیث﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ أَعْرِفُ انْقِضَآءَ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ بِالتَّكْبِيْرِ.

﴿صحيح بخارى، حديث ٨٤٢، وصحيح مسلم ٢١٧/١، وسنن أبى داؤد ١٤٣/١﴾

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کا اختتام کا علم بلند آواز سے **اللّٰہ اکبر** کہنے سے ہوتا تھا۔

﴿حدیث﴾ عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثاً وَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَ الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ". ﴿صحيح مسلم ٢١٨/١، وسنن ترمذى ٦٦/١، وسنن نسائى، حديث ١٣٣٧، وصحيح ابن خزيمة، حديث ٧٣٧﴾

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ **أَسْتَغْفِرُ اللّٰه** کہتے پھر اس طرح دعا کیا کرتے تھے۔ **"اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ".**

﴿حدیث﴾ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ أَمْلىٰ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ۔ فِي كِتَابٍ إِلىٰ مُعَاوِيَةَ۔ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

الْحَمْدُوَهُوَعَلٰی کُل شَیءٍ قَدِیْرٌ،اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَااَعْطَیْتَ وَلَامُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَایَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ وَمِنْكَ ا لْجَدُّ."

﴿صحیح بخاری،باب الذکر بعدالصلاۃ،وباب الدعابعدالصلاۃ، وصحیح مسلم ۱/۲۱۸، ومسندأحمد، ا لرفتح ا لربانی ، حدیث۷۸۹ ، وصحیح ا بن حبان ، الإحسان، حدیث ۲۰۰۷ ﴾

ترجمہ: حضرت وراد جوحضرت مغیرہ بن شعبہ کے محرر تھے فرماتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوخط لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرفرض نماز کے بعداس طرح دعا کیا کرتے تھے۔ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَحْدَهُ لَاشَرِیْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْرٌ،اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَااَعْطَیْتَ وَلَامُعْطِیَ لِمَامَنَعْتَ وَلَایَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ وَمِنْكَ الْجَدُّ.

﴿حدیث﴾ عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مُعَقِّبَاتٌ لَا یَخِیبُ قَائِلُهُنَّ أوفَاعِلُهُنَّ دُبُرَکُلِّ صَلَاةٍ مکتوبةٍثَلَاثًاوَثَلَاثِیْنَ تَسْبِیْحَةً، وَثَلَاثًاوَثَلَاثِیْنَ تَحْمِیْدَةً،وَأرْبَعًاوَثَلَاثِیْنَ تَکْبِیْرَةً.

﴿صحیح مسلم ۱/۲۱۹﴾

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا جوشخص ہرفرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ،۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہے وہ کبھی بھی نا کام ونامراد نہیں ہوگا۔

اسکے علاوہ آیت الکرسی،قل ھو اللہ أحد،قل أعوذبرب الفلق،قل أعوذبرب الناس اور فجرومغرب کی نماز کے بعدسات مرتبہ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّار اور جگہ بدلنے سے پہلے لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه وَحْدَهُ لَاشَرِیْكَ لَـهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُوَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْر پڑھنے کی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے۔

احادیث دعا بعدنماز

﴿حدیث﴾ عَنْ أَبِی أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قِیْلَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ: أیُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: جَوْفَ اللیْلِ الآخِرِ،وَدُبُرَالصَّلَوَاتِ المَکْتُوبَاتِ.﴿سنن الترمذی ۳۴۹۹، السنن الکبری للنسائی ۹/۴۷، قال الترمذی ھذا حدیث حسن، وقال العلامہ بن الحجر العسقلانی رجالہ ثقات، الدرایۃ ۱/۲۲۵﴾

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی دعازیادہ قبول ہوتی ہے۔آپ رضی اللہ عنہ نے ارشادفرمایا: رات کے آخیری حصہ میں اورفرض نمازوں کے بعد۔

﴿حدیث﴾عن المغیرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یدعو فی دبر صلاتہ.﴿التاریخ الکبیر للبخاری۶/۸۰﴾

ترجمہ: حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد دعا مانگا کرتے تھے۔

﴿حدیث﴾ عَنْ عَلِیٍّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَاسَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ:اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَاأَخَّرْتُ وَمَااَسْرَرْتُ وَمَاأَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَااَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّی اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.

﴿سنن أبی داؤد، ۱/۲۱۲،وصحیح ابن خزیمۃ،حدیث ،قال الإمام النووی رواہ أبوداود بإسنادٍ

صحيح ،ا لمجموع ٤٨٦/٣﴾

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو اس طرح دعا مانگا کرتے تھے۔اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَااَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُوَمَا اَسْرَفْتُ وَمَااَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّی اَنْتَ الْمُقَدَّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.

﴿حدیث﴾ عَنْ مصعب بن سعدٍوعمربن میمون الاودی،قَالَا:کَانَ سَعْدٌ یُعَلِّمُ بَنِیْهِ هٰؤُلَآءِ ا لْکَلِمَاتِ کَمَا یُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ الْکِتَابَةَ وَیَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَتَعَوَّذُ مِنهن دُبُرَ الصَّلَاةِ: "اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ،وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ اُرَدَّاِلَیٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ،وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا،وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ":

﴿صحیح بخاری ٣٩٦/١،وسنن ترمذی ١٩٧/٢،وصحیح ابن خزیمة،حدیث٧٤٦﴾

ترجمہ: حضرت مصعب بن سعد اور عمر بن میمون فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابو وقاص ؓ اپنے بچوں کو استاذ کی طرح اس دعا کو سکھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ اُرَدَّاِلَیٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ،وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا،وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

﴿حدیث﴾ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبلٍ ؓ،أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَبِیَدِهِ وَقَالَ:یَامُعَاذُ وَاللّٰهِ إِنِّی لَأُحِبُّكَ.فَقَالَ:أُوصِیكَ یَامُعَاذُلَاتَدَعَنَّ فِی دُبُرِ کُلِّ صَلَاةٍ تَقُولُ: "اَللّٰھُمَ اَعِنِّیْ عَلَیٰ ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ".

﴿سنن أبی داؤد ٢١٣/١،وسنن نسائی، حدیث١٣٠٣،قال الحافظ فی "بلوغ المرام" بعد ما عزاه إلی أحمد وأبوداود والنسائی : سنده قوی، وقال الإمام النووی فی "الأذکار" (ص-٦٨)و المجموع (٤٨٦/٣) : إسناده صحیح، وصحیح ابن خزیمة، حدیث٧٥١، ومستدرك حاكم وقال حاکم: هذاحدیث صحیح علی شرط الشیخین وأقره الذهبی ٢٧٣/١﴾

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن میرا ہاتھ پڑھکر فرمایا: اے معاذ! مجھے تم سے محبت ہے اسلئے میں تم کو تاکید کرتا ہوں کہ نماز کے بعد اس دعا کو کبھی نہ چھوڑنا۔اَللّٰھُمَ اَعِنِّیْ عَلَیٰ ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.

﴿حدیث﴾ عَنْ أَبِی بَکْرَةَ ؓ:أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقُولُ فِی دُبُرِ الصَّلَاةِ اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْکُفْرِوَالْفَقْرِوَعَذَابِ الْقَبْرِ.

﴿صحیح ابن خزیمة٧٤٧،وسنن نسائی،حدیث١٣٤٧، وقال حاکم هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم، وأقره الذهبی وقال علی شرط مسلم، المستدرك علی الصحیحین ٩٢٧﴾

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگا کرتے تھے۔اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْکُفْرِوَالْفَقْرِوَعَذَابِ الْقَبْرِ.

﴿حديث﴾ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُك عِلْماً نَافِعاً، وَعَمَلاً مُتَقَبَّلاً، وَرِزْقاً طَيِّباً. ﴿رواه الإمام أحمد في مسنده ورواه ابن ماجه و ابن السني، الأذكار، ص ٧٠، قال الهيثمي: رواه الطبراني في الصغير ورجاله ثقات، مجمع الزوائد ١٠/٤﴾

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے بعد اس طرح دعا کیا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُك عِلْماً نَافِعاً، وَعَمَلاً مُتَقَبَّلاً، وَرِزْقاً طَيِّباً.

﴿حديث﴾ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَضَىٰ صَلَاتَهُ مَسَحَ جَبْهَتَهُ بِيَدِهِ الْيُمْنَىٰ، ثُمَّ قَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، اللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحَزَنَ. رواه ابن السني. ﴿"الأذكار" للإمام النووي، ص ٦٩﴾

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز ختم کرتے تو اپنے داہنے ہاتھ کو پیشانی پر رکھ کر یہ دعا کرتے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، اللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحَزَنَ

﴿حديث﴾ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَىٰ الأَسْلَمِي قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَرَأَىٰ رَجُلاً رَافِعاً يَدَيْهِ يَدْعُو قَبْلَ أَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَاقَالَ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ: أخرجه ابن أبي شيبة، و رجاله ثقات، قاله الحافظ السيوطي في رسالته "فض الوعاء في أحاديث رفع اليدين بالدعاء". ﴿إعلاء السنن ٣/١٦١﴾ وذكره الحافظ الهيثمي في مجمع الزوائد وقال: رواه الطبراني وترجم له، فقال: محمد بن يحيى الأسلمي: عن عبد الله بن الزبير ورجاله ثقات.. انتهى. ﴿تحفة الأحوذي ٢/٦٠﴾

ترجمہ: حضرت محمد بن یحییٰ اسلمی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے قریب نماز میں سلام سے پہلے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے دیکھا تو عبداللہ بن زبیر نے اس شخص سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے۔

﴿حديث﴾ عَنِ الأَسْوَدِ الْعَامِرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ انْحَرَفَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَدَعَا. ﴿رواه ابن أبي شيبة في مصنفه، كذاذكر بعض الأعلام هذا الحديث بغير سند وعزاه إلى "المصنف"، ولم أقف على سنده، فالله تعالى أعلم كيف هو صحيح أو ضعيف، تحفة الأحوذي ٢/٦٠، وإعلاء السنن ٣/١٦٤﴾

ترجمہ: حضرت اسود عامری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھا۔ آپ ﷺ سلام کے بعد مڑ کر بیٹھ گئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور دعا کی۔

﴿حديث﴾ عَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَح بِهِمَا وَجْهَهُ. ﴿سنن ترمذي كتاب الدعوات: ٢/١٧٦، قال الترمذي هذا حديث صحيح غريب وفي نسخة غريب بدون لفظ صحيح وقال الحافظ ابن حجر في بلوغ المرام أخرجه الترمذي وله شواهد منها حديث ابن عباس عند أبي داؤد و مجموعها يقتضي

أنه حديث حسن، وأقرالحافظ على ذكر ذلك الأمير الصنعانى فى سبل السلام:٤/٣٣٢،طبع دارالمعرفة بيروت،واستدل بالحديث على مشروعية مسح الوجه باليدينبعد الفراغ من الدعاء وأقره ايضاً المحدث عبد الرحمٰن المباركفورى فى تحفة الأحوذى :٩/٣٢٩،مسائل نماز، از:مولانا حبيب الرحمن ديوبند،ص٦٦﴾

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرہ پر پھیرے بغیر نیچے نہیں کرتے تھے۔

(امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے اور بعض نسخوں میں صرف غریب کا لفظ ہے۔علامہ ابن حجر عسقلانیؒ "**بلوغ المرام**" میں لکھتے ہیں: امام ترمذیؒ کی اس حدیث کی تائید میں بہت سے شواہد موجود ہیں، ان میں سے ایک حدیث حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سنن ابی داؤد میں موجود ہے۔خلاصہ یہ کہ یہ حدیث حسن ہے اور **سبل السلام** کے مصنف امیر صنعانیؒ نے اور **تحفة الأحوذى** کے مصنف محدث عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی تائید کی ہے۔)

﴿حديث﴾ **عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَاقَالَ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَعَوْتَ اللّٰه فَادْعُ بِبَاطِنِ كَفَّيْكَ وَلَاتَدْعُ بِظُهُورِهَافَإِذَافَرَغْتَ فَامْسَحْ بِهِمَا وَجْهَهُ.** ﴿سنن ابن ماجه باب رفع اليدين فى الدعاء:١/٢٧٥١،قال السيوطى فى فض الوعا:١/٧٤،قال شيخ الإسلام أبو الفضل بن حجر فى أما ليه هذا حديث حسن،مسائل نماز،از:مولاناحبيب الرحمن ديوبند،ص٦٥﴾

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم اللہ سے دعا کرو تو باطن ہتھیلی سے دعا کرو، ہتھیلی کے ظاہر سے دعا نہ کیا کرو اور جب دعا سے فارغ ہوجاؤ تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیا کرو۔

(علامہ جلال الدین سیوطیؒ "**فض الوعا**" میں فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام ابوالفضل حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اپنی کتاب امالی میں اس حدیث کو حسن کہا ہے۔)

﴿حديث﴾ **عَنِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ: كَانَ النَّبِىُّ ﷺ إِذَا صَلَى الْفَجْرَقَعَدَ فِى مُصَلَّاهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.** ﴿**صحيح مسلم ١/٢٣٥،وصحيح ابن خزيمة،حديث ٧٥٧**﴾

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھتے تو سورج طلوع ہونے تک اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے۔

﴿حديث﴾ **عَنْ حَبِيْبِ بْنِ مَسْلَمَةَ الفِهْرِىِّ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَايَجْتَمِعُ ملأ فَيَدْعُو بَعْضُهُمْ وَيُؤَمِّنُ سَائِرُهُم إِلَّا أَجَابَهُمُ اللّٰهُ.** ﴿المعجم الكبير للطبرانى٣٤٥٦، المستدرك للحاكم ٥٤٧٨، دلائل النبوة للبيهقى ٧/١١٣، قال الهيثمى ورجاله رجال الصحيح غير ابن لهيعة وهو حسن الحديث، مجمع الزوائد ١٧٣٤٧، قال الشوكانى: أخرجه الحاكم وقال صحيح الإسناد، تحفة الذاكرين ١/٦٣،قال البنا: قلت حديثه حسن اذا قال حدثنا وفيه ضعف إذا عنعن وهنا قال حدثنا فالحديث حسن، الفتح الربانى١٧/٢٥٠﴾

ترجمہ: حضرت حبیب بن مسلمہ فہریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو جماعت ایک جگہ جمع ہو

اوران میں سے ایک دعا کرے اور دوسرے آمین کہیں تو اللہ تعالی ان کی دعا ضرور قبول فرماتے ہیں۔

﴿حدیث﴾ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِرَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَاسَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ يَقُولُ بِصَوتِهِ الأَعْلَىٰ: "لَاإِلَهَ إِلَّااللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُوَهُوَعَلَى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ،وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، وَلَانَعْبُدُإِلَّاإِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْكَرِهَ الْكَافِرُونَ. ﴿"الأم" للإمام الشافعیؒ ١٥٠/١، المعجم الكبير للطبرانى ١٢٥/١٣، شرح السنة للبغوى ٢٢٧/٣، قال البغوى هذا حديث صحيح﴾

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز سے **لَاإِلَهَ إِلَّااللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْك**.......... آخیر تک پڑھتے تھے۔

ان احادیث سے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا معلوم ہوتا ہے۔ نیز بلند آواز سے دعا مانگنا بھی ثابت ہوتا ہے۔ جو لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں وہ ان احادیث پر غور کریں۔ علماء نے علامہ ابن حجر کا عسقلانیؒ کا قول نقل کیا ہے: **ماادعاه من النفی مطلقاًمردود** جو لوگ نماز کے بعد ذکر و دعا کا انکار کرتے ہیں، ان کا قول مردود ہے۔

﴿"تحفة الأحوذى" ٥٨/٢، و"إعلاء السنن" ١٦٧/٣﴾

١﴾ مشہور محقق و محدث محی السنۃ امام یحییٰ بن شرف نوویؒ (م ٦٧٦ھ) لکھتے ہیں۔

اتفق الشافعى والاصحاب وغيرهم رحمهم اللّٰه على أنه يستحب ذكراللّٰه تعالى بعد السلام ويستحب ذلك للإمام والمأموم والمنفردوالرجل والمرأة والمسافروغيره ويستحب أن يدعو أيضاً بعدالسلام بالاتفاق وجاءت فى هذه المواضع أحاديث كثيرة صحيحة فى الذكروالدعاء قد جمعتهافى كتاب الأذكار. ﴿المجموع ٤٨٤/٣﴾

ترجمہ: امام شافعیؒ اور دیگر حضرات شوافع کا اتفاق ہے کہ نماز کے بعد امام، مقتدی، منفرد، مرد، عورت اور مسافر سب کے لئے ذکر اور دعا مستحب ہے اور اس کے بارے میں بہت سی صحیح حدیثیں موجود ہیں۔ میں نے **الأذكار** میں اس کو لکھا ہے۔

امام نوویؒ مزید لکھتے ہیں۔

قد ذكرنا استحباب الذكر والدعاء للإمام والماموم والمنفرد وهو مستحب عقب كل الصلوات بلا خلاف........الصواب استحبابه فى كل الصلوات ويستحب أن يقبل على الناس فيدعو والله أعلم.

﴿المجموع ٤٨٨/٣﴾

ترجمہ: ہر نماز کے بعد امام، مقتدی، منفرد کا ذکر و دعا کرنا مستحب ہے اور امام کے لئے مستحب ہے کہ وہ مقتدیوں کی طرف رخ کر کے دعا مانگیں۔

۲﴾علامہ احمد ابن حجر عسقلانی شافعیؒ (متوفی ۸۵۲ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

قلت: وما ادعاه من النفى مطلقا مردود .....فان قيل المراد بدبر كل صلاة قرب آخرها وهو التشهد قلنا قد ورد الأمر بالذكر دبر كل صلاة والمراد به بعد السلام إجماعا.﴿فتح البارى ۱۱/۱۳۳﴾

ترجمہ: جولوگ نماز کے بعد ذکر ودعا کا انکار کرتے ہیں ان کا قول مردود ہے اور جولوگ **دبر كل صلاة** کا مطلب سلام سے قبل تشہد کی دعا مراد لیتے ہیں، ان کی خدمت میں عرض ہے کہ تمام علماء کے نزدیک **ذكر دبر كل صلاة** کا مطلب سلام کے بعد کا ذکر ہے۔

۳﴾ علامہ شمس الدین محمد حطاب مالکیؒ (متوفی ۹۵۴ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

ولا خلاف فى مشروعية الدعاء خلف الصلاة فقد قال عليه الصلاة السلام أسمع الدعاء جوف الليل وإدبار الصلوات المكتوبات.(مواهب الجليل لشرح مختصر الخليل ۲/۴۶۵)

ترجمہ: نمازوں کے بعد دعاء کی مشروعیت کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے اسلئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مقبول ترین دعا تہجد اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا ہے۔

۴﴾علامہ منصور بن یونس بہوتی حنبلیؒ (متوفی ۱۰۵۱ھ ہجری) لکھتے ہیں۔

(ويدعو) الإمام (بعد فجر وعصر لحضور الملائكة) أى ملائكة الليل والنهار (فيهما فيؤمنون) على الدعاء فيكون أقرب للإجابة (وكذا) يدعو بعد (غيرهما من الصلوات) لأن من أوقات الإجابة: أدبار المكتوبات.﴿كشف القناع عن متن الإقناع ۳/۵۴﴾

ترجمہ: نماز فجر اور نماز عصر کے بعد امام ضرور دعا کرے اسلئے کہ ان اوقات میں ملائکہ کی آمد ہوتی ہے اور وہ نمازیوں کی دعا پر آمین کہتے ہیں، تو اس وقت دعا کی قبولیت یقینی ہے، علاوہ ازیں باقی تینوں نمازوں کے بعد بھی دعا کرے، اسلئے کہ وہ بھی قبولیت کا موقع ہے۔

۵﴾ فرض نمازوں کے بعد دعا کے سلسلہ میں صاحب **تحفة الأحوذى** شیخ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ (م ۱۳۵۳ھ) لکھتے ہیں۔

إعلم أن علماء أهل الحديث قد اختلفوافى هذاالزمان فى أن الإمام إذاانصرف من الصلاة المكتوبة هل يجوزله أن يدعو رافعاًيديه ويؤمن من خلفه من المأمومين رافعى أيديهم فقال بعضهم بالجواز، وقال بعضهم بعدم جوازه ظنًّامنهم أنه بدعة،قالوا:إن ذلك لم يثبت عن رسول الله ﷺ بسند صحيح،بل هوأمر محدث وكل محدث بدعة،وأماالقائلون با لجوا ز فاستدلوا بخمسة أحاديث .... واستدلوا:أيضاً بعموم أحاديث رفع اليدين فى الدعاء قالوا: إن الدعاء بعد الصلاة ا لمكتوبة مستحب مرغب فيه،وأنه قدثبت عن رسول الله ﷺ ا لدعاء بعد الصلاة ا لمكتوبة وأن رفع ا ليدين من آداب الدعاء،وأنه قد ثبت عن رسول الله ﷺ رفع اليدين فى كثير من الدعاء.وأنه لم يثبت المنع عن رفع ا ليدين فى ا لدعاء بعد ا لصلاة ا لمكتوبة ، بل جاء فى ثبوته الأحاديث ا لضعاف، قا لوا : فبعدثبوت هذه الأمورالأربعة وعدم ثبوت المنع لايكون رفع اليدين فى الدعاء بعدالصلاة المكتوبة بدعة سيئة

بلهو جائز لا بأس علی من یفعله.﴿تحفة الأحوذی ۲/۵۹،طبع دار الحدیث قاهرة﴾

ترجمہ: جان لو فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کے سلسلہ میں اہل حدیث علماء کی دو رائیں ہیں۔(۱) بعض علماء جائز کہتے ہیں اور (۲) بعض علماء ناجائز اور بدعت کہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے حدیث صحیح سے ثابت نہیں مانتے۔ جو لوگ اس کو جائز کہتے ہیں وہ ان پانچ حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں............نیز وہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کو بھی جائز کہتے ہیں اسلئے کہ فرض نماز کے بعد دعا مستحب اور پسندیدہ عمل ہے اور رسول اللہ ﷺ سے فرض نمازوں کے بعد دعا ثابت ہے اور ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے۔ بہت سے مواقع پر رسول اللہ ﷺ کا دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا ثابت ہے اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھانے کی ممانعت بھی نہیں آئی ہے بلکہ ہاتھ اٹھانے کا ثبوت بعض ضعیف حدیثوں سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ ان تمام امور کے ثابت ہونے کے بعد فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کسی طرح بدعت نہیں ہوسکتا بلکہ جائز ہوگا اور کرنے والوں پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہوگا۔

۶﴾ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے داماد و شاگرد حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ لکھتے ہیں۔

روایات صحیحہ سے آج کل کی مروجہ نماز کے بعد کی اجتماعی دعاوں کا ثبوت یقینی طور سے ہو چکا ہے اسی لئے ہمارے فقہاء نے اس کو ذکر کیا ہے جیسا کہ نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح میں ہے۔(معارف السنن) ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کا ثبوت بھی حضور علیہ السلام سے دو بار نوافل کے بعد ثابت ہوا ہے، ایک تو حدیث مسلم شریف سے بیت ام سلیم میں کہ آپ نے سب کے ساتھ نماز کے بعد دعا کی۔(فتح الملہم) امام بخاریؒ نے بھی اس واقعہ کا ذکر مختصر پانچ جگہ کیا ہے، دوسری نماز استسقاء کے بعد (معارف السنن) یہاں حضرت شاہ صاحب (علامہ انور شاہ کشمیریؒ) کے ارشاد کو پھر تازہ کرلیں کہ حضور علیہ السلام سے کسی فعل کے لئے خواہ قولی ثبوت ہو یا فعلی دونوں برابر ہیں اور کسی ایسے ثابت شدہ عمل کو بدعت ہرگز نہیں کہہ سکتے، یہ ضرور ہے کہ کسی مستحب کو واجب نہ سمجھے اور ہر حکم کو اپنے درجہ تک رکھے اور اگر کوئی بات حضور علیہ السلام کے عمل میں کمی کے ساتھ بھی ثابت ہے تو وہ کافی ہے تاکہ امت اس کو بھی اپنا معمول بنا کر اجر عظیم حاصل کرتی رہے۔ یہی اجتماعی دعا بعد الصلاۃ کا مسئلہ ہے اوپر کی ساری تفصیل ہم نے اس لئے کی اس کی اہمیت اور فضیلت واضح ہوجائے جبکہ آج علامہ ابن تیمیہؒ اور ابن القیمؒ کے تشدد کی وجہ سے حرمین شریفین کی نماز اس بڑی فضیلت سے محروم ہوچکی ہیں اور آپ نے دیکھا کہ ایک اہل حدیث عالم (شیخ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) نے ہی کس طرح ان کے تشدد کو رد کردیا ہے اور حق بات بلا خوف لومۃ لائم کہدی ہے، جزاء اللہ خیرا الخیرا.﴿انوار الباری اردو شرح صحیح البخاری﴾

۷﴾ حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ (متوفی ۱۴۲۱ ہجری) لکھتے ہیں۔

فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا کا معمول خلاف سنت نہیں، خلاف سنت وہ عمل کہلاتا ہے جو شارع علیہ السلام نے خود نہ کیا ہو، اور نہ اس کی ترغیب دی ہو۔﴿آپ کے مسائل اور اس کا حل﴾

۸﴾ مولانا حبیب الرحمٰن استاد دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں۔

نماز سے فارغ ہو کر دعا مانگیں، جس کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں کے اندرونی حصہ کو چہرے کے سامنے کرتے ہوئے اتنا اٹھائیں کہ وہ سینہ کے سامنے آجائیں اور دعا سے فراغت کے بعد انہیں چہرے پر پھیر لیں۔﴿مسائل نماز ص ۶۱﴾